بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِشارات

ترجمان القرآن جلد ۳۳، عدد ۵ میں جماعت اسلامی کی قوت کے نشوو ارتقا کے چند بنیادی لوازم کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اسی سلسلے میں ایک دوسرا ضروری پہلو اس قابل نظر آتا ہے کہ اس پر بھی کچھ کہا جائے۔

جماعتی زندگی جہاں توسیع (Expansion) کی متقاضی ہوتی ہے، وہاں استحکام (Consolidation) کا تقاضا بھی کرتی ہے۔ اس کی ترقی کا تعلق اگر ایک طرف ارکان کی تعداد کے اضافے سے ہوتا ہے تو دوسری طرف ان کی اصول و مقصد سے وابستگی اور ان کی سیرت کی مضبوطی سے بھی ہوتا ہے۔ جماعتوں کے لئے جتنا یہ امر تشویشناک ہو سکتا ہے کہ ان میں نئی بھرتی کی رفتار کم ہو جائے اس سے زیادہ یہ صورت حالات ان کے لئے خطرناک ہوتی ہے کہ ان کے افراد کا تعلق اصول و مقصد سے کمزور ہو رہا ہو، ان کی سیرتوں کا معیار پست ہونے لگے، ان میں محرکات عمل کمزور ہونے لگیں یا ان میں نظم، سمع و طاعت کا احترام برقرار نہ رہے۔

اوسط درجے کے حالات میں اصولی جماعتوں کے ارباب امر (Leaders) اور ارکان کی رائے عام توسیع سے زیادہ استحکام کے پہلو پر متوجہ رہتی ہے لیکن جب جماعتی زندگی کسی ہمہ گیر کشمکش کے مرحلوں میں داخل ہوتی ہے تو کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جماعتیں کثرت تعداد کی ضرورت کو بشدت محسوس کرنے لگتی ہیں، اور اس حالت میں جہاں وہ غلطی کرتی ہیں کہ نئی بھرتی کے معاملے میں اپنا معیار گرا دیتی ہیں، وہاں وہ تطہیر (Purge) کے فرض کی ادائیگی میں تساہل کرنے لگتی ہیں۔ اس حالت میں بظاہر تو ایک جماعت یہ محسوس کرتی ہے کہ وہ مسلسل بڑھ رہی ہے اور اس کا دائرۂ اثر دور دور تک پھیلا جا رہا ہے لیکن درحقیقت اس کی قوت گھٹ رہی ہوتی ہے۔ وہ اپنے اندر ایک طرف جمود کو بار پانے کا موقع دیتی ہے اور دوسری طرف انتشار کے داخلے کے لئے دروازے کھول دیتی ہے۔ پھر ایسا ہوتا ہے کہ یا تو اس کی مجموعی قوت کا ایک بڑا حصہ اندر کے خلفشاروں کا مقابلہ کرنے اور جمود زدہ قوتوں کو اکسانے میں صرف ہوتا رہتا ہے یا پھر وہ داخلی مفسدات کے بارے میں آہستہ آہستہ لاپرواہی کا رویہ اختیار کرتی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ

معمولی جماعت کی سطح سے گر کر محض ایک سیاسی جتھا یا مذہبی فرقہ بن جائے!

قوت محض تعداد افراد کا نام نہیں ہے ـــ بلکہ افراد کی تعداد سے جو قوت ایک جماعت کے خزانے میں جمع ہوتی ہے اس کی مقدار کا انحصار افراد کی قوتِ ایمانی، ان کے اخلاق اور ان کی پابندیٔ نظم کی کیفیت پر ہوتا ہے چنانچہ قرآن کے اس دعویٰ کی تائید میں تاریخ انسانی کے ہزاروں تجربے پیش کئے جا سکتے ہیں کہ:

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃً کثیرۃً	کتنی ہی ایسی قلیل التعداد جماعتیں ہیں جو کثیر التعداد جماعتوں پر غالب ہوئیں۔

یہی وہ نظریۂ قوت تھا جس کے مطابق قرونِ اولیٰ کی "جماعتِ اسلامی" کے ارکان سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ:

ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مأتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفاً من الذین کفروا	تم میں سے اگر بیس صبر کیش دمعرکہ آما، ہوں تو وہ دو سو دشمنوں کو مغلوب کر یں گے، اور اگر تم میں سے سو ہوں تو وہ کفر کرنے والوں کے ہزار افراد پر غالب آجائیں گے!

یہ ایک حالت تھی جب کہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی، اس کے بعد تعداد بڑھ گئی، لیکن قوت کے اصل جوہر میں کمی آچکی تھی، لہٰذا جماعتی قوت کا معیار بدل گیا اور اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ:

الئٰن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مأتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ	اب اللہ نے تم پر سے ذمہ داریوں کا بوجھ کم کر دیا اور اسے معلوم ہے کہ تم میں کمزوری آچکی ہے سو اب اگر تم میں سے ایک سو صبر کیش ہوں تو وہ دو سو کو شکست دے سکیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں تو وہ اللہ کے اذن سے دو ہزار دشمنوں پر غالب آجائیں گے!

درحقیقت جماعتی قوت کا فارمولا کچھ اس طرح کا ہے۔ تعداد افراد۔ ایمان۔ سیرت۔ پابندیٔ نظم۔

سرگرمیٔ عمل): - جماعتی قوت =

اس فارمولے کے تحت کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک فرد ایک ہی فرد ہوتا ہے، کبھی وہ دو کے برابر ہوجاتا ہے، کبھی وہ پانچ اور دس کے مساوی قرار پاتا ہے اور بالکل اسکے برعکس بھی ہوسکتا ہے، ایک فرد ایمان و اخلاق کی قوت کے لحاظ سے ایک معیاری فرد کے مقابلے آدھا، چوتھائی یا تہائی قرار پائے، بلکہ وہ اگر اور نیچے گیے تو پھر ایک مثبت درجہ رکھنے کے بجائے وہ کسی منفی درجے پر اتر سکتا ہو یعنی بجائے اس کے کہ اس کے وجود سے جماعتی قوت میں اضافہ ہو، الٹی کمی واقع ہونے لگے گی۔ پس جماعتی زندگی میں ناگزیر ہے کہ افراد کو صرف گنا ہی نہ جائے، بلکہ تولا بھی جائے، ورنہ محض کثرتِ تعداد اثاثہ (asset) ہی نہیں ہوتی، یہ بسا اوقات ذمہ داری (Liability) بن جاتی ہے۔

غیر اصولی جماعتیں اس نظریۂ قوت کی زیادہ پروا نہیں کیا کرتیں، بلکہ وہ اپنی تمام تر توجہ کثرتِ تعداد پر مرتکز رکھتی ہیں خصوصیت سے اگر ان کو معرکہ آرائی کے کسی لمحے سے سابقہ پڑتا ہے تو وہ اپنی "گنتی" کو بڑھانے یا کم سے کم جوں کا توں قائم رکھنے کی بڑی کوشش کرتی ہیں۔ وہ افراد کو خوش کرنے اور ساتھ لینے کے لئے ان سے ہر طرح کا سودا (Compromise) کر گذرتی ہیں!

لیکن اصولی جماعتیں تعداد پرستی کے فتنہ سے اپنے آپ کو بچانے کی پوری پوری کوشش کرتی ہیں —— بالخصوص جب ان کو کسی معرکے سے سابقہ پیش آجائے تو پھر وہ اور زیادہ توجہ سے اپنی "شاخ تراشی" کرتی ہیں۔ اس لشکر کو آپ کیا احمقوں کی ٹولی نہ سمجھیں گے جو میدانِ جنگ کی طرف مارچ کرتے ہوئے محض اپنی کثرتِ تعداد کو برقرار رکھنے کے لئے سینکڑوں مریضوں، لولوں لنگڑوں اور نابیناؤں کو اپنے ساتھ لادے لئے جا رہا ہو، پھر اتنا ہی نہیں، مرنے والوں کے لاشے بھی تابوتوں میں بند سپاہیوں کے کندھوں پر رکھے ہوں، اور [illegible] بلکہ لشکر میں ایسے "جانبازوں" کے لئے بھی جگہ ہو جو آگے بڑھنے والوں کو پکڑ پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچ رہے ہوں اور جو ہر ہر قدم پر مختلف قسم کے اڑنگے لگانے میں سرگرم رہیں۔

کوئی اصولی جماعت میدانِ جدوجہد کی طرف بڑھتے ہوئے اس لشکر کی سی حماقت نہیں کر سکتی۔ وہ صرف یہی نہ دیکھے گی کہ سپاہیوں کی کتنی زیادہ سے زیادہ تعداد محاذ پر لے جا سکتی ہے بلکہ یہ بھی دیکھے گی کہ

کتنے افراد میں مقصد کے لئے جان لڑانے کا سچا جذبہ ہے۔ کتنے افراد کی صحت و توانائی قابلِ اعتماد ہے اور کتنے افراد میں ضبط و نظم کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت ہے۔

جماعتِ اسلامی کا قیام ایک بہت بڑے انقلابی مقصد کے لئے ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جماعت نے اول روز سے توسیع سے بڑھ کر استحکام کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ اس کے سامنے صرف تعداد کا سوال نہیں رہا بلکہ ایمان و اخلاق کے معیار کی اہمیت پر بھی اس کی پوری توجہ قائم رہی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے دائرہ سے باہر کے مسلمانوں کے سے تمام تعلقات کو برقرار رکھنے کے باوجود رکنیت کے دروازے ان پر چوپٹ نہیں کھول دیئے بلکہ عقیدہ و عمل کے بنیادی تقاضوں کے پورا کرنے کو داخلۂ رکنیت کے لئے لازم ٹھہرایا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ جماعت اسلامی کے سامنے ایک بھاری کام ہے، جس کے متعلق امیر جماعت نے ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء کو تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ:۔

"آپ کی یہ مٹھی بھر جماعت کو آئندہ پانچ سال میں ـــــ ایسے پانچ سال جو اسلام اور مسلمانوں اور خود آپ کے حق میں فیصلہ کن ہیں ـــــ بہت بڑا کام کرنا ہے۔ اتنا بڑا کام جو پہاڑ کھود کر جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ آپ کو مسلمانوں کی رائے عام اور ان کے قومی رویے کا رُخ بدلنا ہے، آپ کو عامۃ المسلمین کی اقتصادی، اخلاقی اور تمدنی اصلاح کرنی ہے، آپ کو مسلمانوں کے اہلِ دماغ طبقے میں نفوذ کرنا ہے اور اسے ذہنی و عملی انتشار سے بچا کر اسلامی انقلاب کی راہ پر لگانا ہے۔"

اسی بھاری کام کے سلسلے میں اجتماع دربھنگہ (اکتوبر ۱۹۴۵ء) میں امیر جماعت نے یہ الفاظ فرمائے تھے کہ:۔

"ہمارے پیشِ نظر صرف یہ نقشہ ہے کہ عوام کی سربراہ کاری کے لئے ایک ایسی مختصر جماعت فراہم کرلی جائے جس کا ایک ایک فرد اپنے بلند کیریکٹر کی جاذبیت سے ایک ایک علاقے کے عوام کو سنبھال سکے، اس کی ذات عوام کا مرجع بن جائے۔

اور کسی مصنوعی کوشش کے بغیر بالکل فطری طریقہ سے عوام کی لیڈرشپ کا منصب اسے حاصل ہو جائے۔

ایک بڑے نصب العین کے لئے صالح طریقۂ کار کے تحت کام کرنے والی جماعت کو رکنیت کے معیار کے بارے میں جتنا محتاط ہونا چاہیئے اس کے لئے جماعت کے پہلے ہی اجتماع میں کارکنوں کو متنبہ کر دیا گیا تھا اور پھر اس سلسلہ میں کئی بار پالیسی کی وضاحت ہوتی رہی حسب ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:۔

(۱) "جماعت میں جب کوئی نیا شخص داخل ہو تو اُسے پورا احساس ذمہ داری دلا کر از سر نو کلمۂ شہادت ادا کرایا جائے ـــــ اس تجدید ایمان کے موقع پر ہر شخص کو متنبہ کر دیا جائے کہ یہ دراصل زندگی کے ایک نئے باب کا افتتاح ہے جو کچھ تم اب تک تھے وہ اب نہیں رہے، آج سے تم ایک پابند نظام مومن کی حیثیت سے اپنی زندگی شروع کر رہے ہو، آج سے تمہاری زندگی ایک بامقصد زندگی بن رہی ہے اور تم خدا اور مومنوں کو گواہ بنا رہے ہو کہ تمہاری تمام سعی و جہد اس مقصد کے لئے اس نظام کی پابندی میں صرف ہوگی۔"

(روداد اجتماع اوّل ص۲۸)

(۲) "جماعت کے ارکان کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ایک بہت بڑا دعویٰ لیکر بہت بڑے کام کے لئے اُٹھ رہے ہیں۔ اگر ان کی سیرتیں ان کے دعویٰ کی نسبت سے اس قدر پست ہوں کہ نمایاں طور پر ان کی پستی محسوس ہوتی ہو تو وہ اپنے آپ کو اور اپنے دعوے کو مضحکہ بنا کر رکھ دیں گے۔ اس لئے ہر شخص کو جو اس جماعت میں داخل ہو اپنی دوہری ذمہ داری محسوس کرنی چاہیئے۔ خدا کے سامنے تو وہ بہرحال ذمہ دار ہے مگر خلق خدا کے سامنے بھی اس کی ذمہ داری سخت ہے۔ جس بستی میں بھی آپ لوگ موجود ہوں وہاں کی عام آبادی سے آپکے اخلاق بلند تو ہونے چاہئیں، بلکہ آپ کو بلندیٔ اخلاق، پاکیزگیٔ سیرت، اور دیانت و امانت میں ضرب المثل بن جانا چاہیئے۔ آپ کی ایک معمولی لغزش نہ صرف جماعت کے دامن پر بلکہ اسلام کے دامن پر دھبہ لگائیگی اور آپ بہت سے لوگوں کے لئے سبب گمراہی بن جائیں گے۔"

(روداد اجتماع اوّل ص۲۹،۳۰)

(۳) "ہم کسی شخص کو اس معروضہ پر نہیں لیتے کہ وہ مسلمان ہوگا" بلکہ جب وہ کلمۂ طیبہ کے معنی و مفہوم اور

مقتضیات کو جان کر اس پر ایمان لانے کا اقرار کرتا ہے، تب اسے جماعت میں لیتے ہیں، اور جماعت میں آنے کے بعد اُس کے جماعت میں رہنے کے لئے اس بات کو شرط لازم قرار دیتے ہیں کہ اسلام میں جو کم سے کم مقتضیاتِ ایمان ہیں ان کو پورا کرے۔ اس طرح انشاء اللہ قوم میں سے صرف صالح عنصر چھٹ کر جماعت میں آئے گا، اور جو جو صالح بنتا جائے گا اس جماعت میں داخل ہوتا جائے گا۔"

(روداد اجتماع اول ص۳)

(۳) "ارکانِ جماعت کی تعداد میں اضافہ کرنے کی خاطر خام یا نیم پختہ آدمیوں کی بھرتی نہ کی جائے بلکہ صرف ان لوگوں کو جماعت میں داخل کیا جائے جو جماعت کے مسلک کو اچھی طرح سمجھ چکے ہوں، جن کے خیالات میں پراگندگی باقی نہ رہی ہو، اور جنہوں نے دستورِ جماعت کی ذمہ داریوں کو بھی سمجھ لیا ہو ــــ عام طور پر لوگوں کو شرکتِ جماعت کی دعوت[1] نہ دی جائے بلکہ اس عقیدے اور نصب العین کی تبلیغ کی جائے جس پر جماعت قائم ہوئی ہے، پھر ان میں سے جو لوگ اس حد تک متاثر ہو جائیں کہ ان کی زندگی میں عملاً تبدیلی ہونی شروع ہو جائے، اور وہ خود جستجو کرنے لگیں کہ اس نصب العین کے لئے کام کرنے کا راستہ کیا ہے، تب ان کے سامنے جماعت کا دستور پیش کیا جائے اور دستور کو دیکھ کر جب وہ جماعت میں شریک ہونے کی خود خواہش کریں تب بھی انہیں فوراً داخلِ جماعت نہ کر لیا جائے، بلکہ انہیں بار بار سوچنے کا موقع دیا جائے، اور جب وہ خوب سوچ سمجھ کر شرکتِ جماعت کا فیصلہ کر لیں تو ادائے شہادت کی ذمہ داریاں پوری طرح محسوس کرا کے ان سے شہادت ادا کرائی جائے۔"

(روداد مجلس شوریٰ محرم ۱۳۶۱ھ)

بحمد اللہ کہ معیارِ رکنیت کی اہمیت کا یہ احساس جماعت میں پوری طرح برقرار ہے، اور تحریک کے عوامی میدان میں داخل ہونے کے بعد جب کبھی اس مسئلے پر جماعت کے ذمہ دار کارکنوں نے غور کیا تو وہ ہمیشہ اسی نتیجے پر پہنچے کہ رکنیت کے معیار کو کسی طرح بھی گرایا نہیں جا سکتا۔

استحکامِ جماعت کا دوسرا تقاضا تربیت و تزکیہ ہے۔ تربیت و تزکیہ کا مفہوم یہ ہے کہ ایک جماعت کے حلقے میں جو لوگ

---

[1] اپریل ۱۹۳۵ء میں جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کے مشورے سے امیر جماعت نے اس پالیسی میں ترمیم کر دی، اب براہ راست جماعت کی شرکت کی دعوت بھی دی جاتی ہے لیکن رکنیت کے معیار کو برقرار رکھنے کے لئے بھرتی میں حسب سابق پوری احتیاط برتی جاتی ہے۔

داخل ہوں، ان کے عقائد، خیالات، جذبات، زاویہ نگاہ، بنیادی اخلاق، اجتماعی سیرت اور سیاسی طرز عمل کی اصلاح اس اصول و مقصد کے مطابق کرنے کا انتظام ہو جسے لے کر کوئی جماعت کھڑی ہوئی ہے۔

استحکام کے اس تقاضے کو بھی جماعت اسلامی نے ہمیشہ پیش نظر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں لٹریچر کے ذریعے دین کا صحیح علم اور وقتی مسائل کے متعلق اسلامی بصیرت سے کام لینے کی صلاحیت پیدا کرنے کی کوششیں برابر جاری رہی ہیں۔ علاوہ بریں جماعت کے مقامی، حلقہ وار اور ملکی اجتماعات میں بھی ہمیشہ کارکنان جماعت کی ذہنی و عملی تربیت کیلئے اسباب بہم پہنچانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ پھر اسی تربیت و تزکیہ کے لئے جہاں جماعت کے اُمراء پر خاص ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں، وہاں ہر رکن میں اپنے دوسرے رفقا کی اصلاح و خیر خواہی کا ایک عمومی جذبہ پیدا کرنے کیلئے ضروری تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔

اسی تربیت و تزکیہ کے لئے مختلف اوقات میں تربیت گاہوں کا قیام عمل میں آتا رہا ہے، اور آئندہ بھی تربیت گاہوں کو قائم کئے بغیر کام نہیں چلایا جا سکتا۔

اس کے بعد استحکام کے تیسرے تقاضے کا نمبر آتا ہے، جو بظاہر بہت ہی ناخوش گوار فرض ہے! —— یعنی تطہیر جماعت!

تطہیرِ جماعت کے معنی یہ ہیں کہ ایک اصولی جماعت جب اپنے کارکنوں میں سے کسی کے متعلق اس بات کا یقین کرنے کے لئے کھلے شواہد پاتی ہے کہ اس میں بنیادی نظریہ و مقصد سے وابستگی باقی نہیں رہی، یا اسے طریق کار سے اصولی اختلاف ہے، یا اس کا کیریکٹر مطلوبہ معیار کی کم سے کم حد سے بھی گر رہا ہے، یا وہ نظم و ضبط کے تقاضوں کو پورا کرنے سے گریز کر رہا ہے، اور ان وجوہ میں سے کوئی ایک یا چند ایسی ہیں کہ اس کا جماعت میں رہنا جماعت کی تقویت کا ذریعہ بننے کے بجائے اس کیلئے موجب نقصان ہوگا، تو وہ اول تو اس کی اصلاح کی کوششیں کرتی ہے، ورنہ بالآخر اسے اپنے دائرے سے خارج کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

ایک جماعت کا عمل تطہیر گویا ایک جسم کے آپریشن کی حیثیت رکھتا ہے اور آپریشن کرنے سے بہرحال کچھ نہ کچھ درد ہوتا ہے، کچھ نہ کچھ خون بہتا ہے، کوئی نہ کوئی حصہ بدن کٹتا ہے چنانچہ جسطرح عام زندگی میں ایک مریض فرد

حتی الوسع آپریشن کو ٹالنا چاہتا ہے، اسی طرح جماعتیں بھی اپنے لئے آپریشن کا عمل بخوشی گوارا نہیں کرتیں، بلکہ اسے ٹالنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن اس ناگزیر فرض کی ادائی میں ٹال مٹول کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ مرض کا زہر ایک عضو سے دوسرے اعضا تک پھیلتا رہے اور جسم کی قوت اس کی مدافعت میں ضائع ہوتی رہے۔

لیکن جماعتِ اسلامی کا آغاز کرتے وقت ہی استحکام کے اس تقاضے کی اہمیت کا رکنانِ جماعتِ اسلامی کے پیشِ نظر تھی، اور ناسازگاریٔ اتفاق یہ کہ ابتدائی مراحل ہی میں عملِ تطہیر سے جماعت کو دوچار ہونا پڑا چنانچہ اجلاسِ شوریٰ شوال ۱۳۶۱ھ (بمقام دہلی) میں طے شدہ امور میں سے ایک یہ تھا کہ:۔

"جماعت کے نظام میں احتیاط کی کوششوں کے باوجود ایک معتد بہ تعداد ایسے لوگوں کی داخل ہو گئی ہے جن کی ذہنی، اخلاقی و دینی حالت اس جماعت کی رکنیت کیلئے کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ ایسے ارکان کی اصلاحِ خیال و اصلاحِ حال کے لئے ایک مناسب مدت (جس کا تعین ہر شخص کی حالت کے لحاظ سے علیٰحدہ ہو سکتا ہے) مقرر کی جائے اور اگر اصلاح نہ ہو سکے تو ان سے درخواست کی جائے کہ اس وقت تک نظامِ جماعت سے باہر رہیں جب تک وہ کم از کم اس معیار پر نہ پہنچ جائیں جو اس جماعت کی رکنیت کے لئے مطلوب ہے۔"

(رودادِ جماعتِ اسلامی حصہ اوّل)

پھر دوبارہ اجتماع دربھنگہ، اکتوبر ۱۹۴۳ء میں امیرِ جماعت نے دوبارہ جماعت کو عملِ تطہیر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہدایت دی کہ:۔

"جو لوگ تحریک کو اچھی طرح سمجھے بغیر جماعت میں آ گئے ہیں، اور جن کے اندر کوئی نمایاں اخلاقی تبدیلی نہیں پائی جاتی ان کو پختہ کرنے کی کوشش کی جائے، اور پھر بھی جن کے اندر خامی رہ گئی ہو ان سے درخواست کی جائے کہ نظامِ جماعت سے باہر رہ کر ہر ممکن طریق سے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔"

(رودادِ جماعتِ اسلامی حصہ اوّل)

ان ہدایات کے مطابق مختلف مواقع پر جماعت سے اصلاح پذیر نہ ہو سکنے والے افراد کا اخراج عمل میں آتا رہا ہے۔ اکثر تو ایسا ہوا ہے کہ جماعت کے ساتھ نہ چلنے والے ان افراد نے جو رکنیت کی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنے آپ کو کوتاہ پاتے تھے خود آگے بڑھ کر درخواست پیش کر دی ہے کہ ان کو ارکان کی صف سے نکال کر ہمدردوں کی صف میں منتقل کر دیا جائے لیکن کبھی کبھی جماعت خود بھی بعض کارکنوں کا اخراج عمل

میں لانے پر مجبور ہوتی رہی ہے۔ اس قسم کی چھانٹی سے جماعت کی قوت میں کبھی کمی نہیں آئی، بلکہ ہمیشہ اس کی رفتارِ کار میں اس سے اضافہ ہوا ہے۔

یہ مرحلۂ کشمکش جس میں سے جماعت اب گذر رہی ہے، اس کا آغاز کرتے ہوئے امیرِ جماعت سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی (بحالِ اسیر پاکستان) نے مجلسِ شوریٰ کے مشوروں کی روشنی میں ایک دفعہ پھر جماعت کو فریضۂ تطہیر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ ہدایات دی تھیں کہ:-

"اسلامی نصب العین کے لئے جو جدوجہد اب جماعت کے پیشِ نظر ہے اس کی اہمیت اور نزاکت کو دیکھتے ہوئے اب یہ ضروری ہے کہ ارکانِ جماعت کا معیارِ اخلاق و دیانت پہلے سے بھی زیادہ بلند ہو۔ اور ان کے اندر جماعتی نظم و ضبط کے لحاظ سے کوئی خامی باقی نہ رہے۔ اس لئے امرائے حلقہ اور قیمانِ حلقہ کا فرض ہے کہ ان دونوں حیثیتوں سے اپنے اپنے حلقوں کی جماعتوں اور منفرد ارکان کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کی کوشش کریں۔ نئے ارکان کی بھرتی میں بھی پہلے سے زیادہ چھان بین کی کوشش کریں اور سابقہ ارکان میں بھی اگر کچھ نامناسب لوگ موجود ہوں تو ان کو درست کرنے یا چھانٹ دینے کی کوشش کریں۔"

یہ ہدایت جس موقع پر دی گئی تھی، یہ وہ موقع تھا جبکہ تحریک عوامی میدان میں داخل ہو رہی تھی اور اس میدان میں آنے کے بعد جس طرح کی کشمکش کا سامنا کرنے کے امکانات تھے ان کے پیشِ نظر یہ ممکن تھا کہ جماعت کی توجہ "کثرتِ تعداد" پر زیادہ منعطف ہو جائے۔ اس خطرے سے جماعت کو بچانے کے لئے اُسے خاص طور پر بروقت متنبہ کر دیا گیا تھا"

ہمیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ کشمکش سے دوچار ہو جانے کے بعد بھی کارکنانِ جماعت میں ایسے افراد شاذ ہی کہیں پائے گئے ہیں جنہیں کاٹ پھینکنے پر جماعت مجبور ہو گئی ہو۔ لیکن اس کے باوجود جماعت کو اپنی "صحت و قوت" کو برقرار رکھنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ چوکنا رہنا چاہیئے ـــــ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آگے آنے والی منزلیں طے کردہ منزلوں سے زیادہ کٹھن ہوں اور ایمان و اخلاق کی کمزوریوں کو ساتھ لے کر ان کو عبور نہ کیا جا سکے! ـــــ اگرچہ اللہ سے ہماری عاجزانہ درخواست یہی ہے کہ وہ

آئندہ مراحل کو ہمارے لیے سہل تر بنائے اور ہماری کوتاہیوں اور کمزوریوں سے درگذر فرمائے!

آگے بڑھنے سے پہلے یہ بات ایک بار پھر اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ ہم جس کام کو کرنے اٹھے ہیں' وہ ایک ایسا مقدس کام ہے جسے ہمیشہ خدا کے چنے ہوئے خاص بندوں نے سرانجام دیا ہے ہم ان مقدس ہستیوں کے مقابلہ میں ہزار درجے فروتر ہیں' لیکن کرنے کا کام چونکہ یہی ہے اور اسے کرنے کا ہم نے تہیہ کر لیا ہے' لہٰذا ہر لحظہ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم اس کام کی شان کے مطابق ایمان و اخلاق کا ایک خاص معیار قائم کریں اور اسے قائم رکھیں۔

لیکن جماعت نے رکنیت کے لیے جو ادنیٰ ترین معیار مقرر کیا ہے' اگر کوئی رکن محسوس کرے کہ وہ اس معیار سے گر رہا ہے اور وہ اس پر قائم رہنے کی ہمت نہیں پاتا تو جماعت اور اس کے نصب العین پر اس کا یہ بہت بڑا احسان ہوگا کہ وہ رکنیت کے مقام سے ہٹ کر ہمدردوں کی صف میں منتقل ہو جائے اسی طرح اگر ارکانِ جماعت اور بالخصوص اُمرائے جماعت کہیں کسی فرد کو معیارِ رکنیت سے گرتا ہوا پائیں تو اوّل تو اس کی اصلاح کی اور اس کو سہارا دینے کی کوشش کریں' لیکن اگر وہ یہ محسوس کریں کہ ایک فرد رکنیت کے تقاضے پورے کرنے کے قابل نہیں رہا تو پھر تطہیرِ جماعت کے فرض کی ادائی میں ہرگز تساہل نہ کریں۔

اب جماعت جس مرحلے سے گذر رہی ہے' اس میں اگر اصلاح و تطہیر کے دوگونہ فرض سے غفلت کی جائے تو نہیں کہا جا سکتا کہ کس نازک گھڑی میں کہاں سے کون مفسدہ سر اُٹھا کے سامنے آ کھڑا ہو' ایک ایسی طاقت جو رضائے الٰہی کے لیے غیر اسلامی اصولوں کو چیلنج کر رہی ہو' ایک ایسی طاقت جو فسق و فجور سے تصادم کا آغاز کر چکی ہو' اس کے حلقے کے اندر کا ایک فرد بھی اگر کہیں اسلامی اصولوں پر ایمانِ کامل کا ثبوت دینے میں کوتاہی کرے' امانت داری کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کمزوری دکھائے' فسق و فجور کی روش پر ایک قدم بھی دانستہ حرکت کرے تو ایسے ایک فرد کی بظاہر چھوٹی سی حرکت جماعت کی جدوجہد کو بہت بڑی حد تک کمزور کر سکتی ہے۔ ہم گھر سے باہر جن چیزوں کے خلاف لڑنے جا رہے ہیں وہ کسی وقت اگر خدانخواستہ خود ہمارے گھر میں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ درجے میں نمودار ہوں تو پھر ہمیں باہر کی جنگ بند

کر کے خود اپنے گھر میں لڑائی لڑنی پڑ جائے گی۔ دوسری جماعتیں ہزار گنا ذہنی انتشار کے باوجود جی سکتی ہیں۔ وہ اپنے ارکان کی کھلی کھلی خیانتوں اور بد معاملگیوں کو گوارا کر سکتی ہیں، وہ ان کی پستیٔ اخلاق کے مظاہروں سے چشم پوشی کر سکتی ہیں، وہ اسلامی حیا داری کے خلاف ان کی گھناؤنی حرکات کو ہضم کر سکتی ہیں، وہ نظم کی رسمی پابندی کے ساتھ بد نظمی کے سارے نمونوں کو ساتھ لے کے چل سکتی ہیں لیکن اسلام کے صحیح نصب العین کے لئے کام کرنے والی جماعت کا مزاج اتنا لطیف ہوتا ہے کہ بے اصولے پن اور پستیٔ اخلاق کے ذرا سے تکدر کو بھی گوارا نہیں کرتا۔

یقین جانئے کہ اگر ہم سے کسی ایک فرد سے بے اصولے پن کا ظہور ہو تو جماعت کی قوت کو اس سے بہرحال دھکا لگے گا، اگر ہم سے کسی فرد کی طرف سے خیانت کاری اور بد معاملگی کی کوئی ایک ادنیٰ مثال بھی سامنے آئے تو وہ ہماری کامیابی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ بن سکتی ہے، اگر ہم میں سے کسی فرد کی طرف سے نصب العین کی وفاداری میں کوئی کمی ظاہر ہو تو ہمارا بڑھتا ہوا قدم اس کی وجہ سے رک سکتا ہے، اگر ہم میں سے کسی ایک فرد کی طرف سے سمع و طاعت کے اسلامی ضوابط کی دانستہ خلاف ورزی کا قصور سرزد ہو جائے تو اس سے جماعت کی مجموعی سرگرمی مجروح ہوئے بغیر نہ رہے گی۔

پس ناگزیر ہے کہ جہاں ہم باہم دگر ایک دوسرے کی خیر خواہی اور اصلاح میں صدق دلی سے ممد و معاون ہوں، وہاں ہم ایسے مفاسد کے ظہور کو روکنے کے لئے مستعد سنتری بن کے بھی کھڑے ہوں جن سے جماعت کی جد و جہد پر براہِ راست یا بالواسطہ برا اثر پڑ سکتا ہے، اور اسی سلسلے میں اگر کہیں آخری قدم اٹھانے کی ضرورت پیش آ ہی جائے تو ہم اس کے لئے اپنے اندر پوری آمادگی کا جذبہ برسرکار رکھیں۔

یہ حقیقت البتہ ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ "اخراج" انتہائی تکلیف دہ اور آخری چارہ کار ہے جو اصلاح کی ساری کوششوں کے ناکام ہو جانے پر کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ کسی شخص کو رکنیت جماعت سے الگ کرنے کے بارے میں جماعت کی پالیسی ہمیشہ نہایت محتاط رہی ہے اور اس معاملے (باقی بر صفحہ ۸۶)